TEHQEEQI PAMPHLET NO. 4

منتخب مضامین کا مجموعہ

عشق مجازی پر چند منتخب مضامین جن میں عشق مجازی کی شرعی حیثیت، کچھ ضروری باتیں اور اسباب و حل بیان کیے گئے ہیں۔

عبد مصطفی
AM ABDE MUSTAFA

About Abde Mustafa Official

Abde Mustafa Official, Ek Team Ahle Sunnat Wa Jama'at Se Jiska Maqsad Quraano Sunnat Ki Khidmat, Ilme Deen Ki Isha'at Aur Islaahe Ummat

Website : abdemustafaofficial.blogspot.com

Email : Abdemustafa78692@gmail.com

Mobile no. : +919102520764 (WhatsApp, Telegram)

Follow us on Facebook, Instagram, Twitter and Subscribe our YouTube Channel
(Search "Abde Mustafa Official" to find us)

Abde Mustafa Social Media Team

پیار کرنا اور پیار ہونا

پیار کرنے اور پیار ہونے میں بہت فرق ہے۔ پیار ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی پر اتفاقاً نظر پڑ گئی اور اس کی محبت دل میں گھر کر گئی۔ اس میں انسان کا خود پر اختیار نہیں ہوتا۔ اسے کہتے ہیں پیار ہو جانا۔ اب ایک ہے پیار کرنا یعنی پہلے سے یہ ذہن بنا کر چلنا کہ پیار کرنا ہے تو کرنا ہے۔ یہ ہو گیا زبردستی والا پیار جس کا بازار دورِ حاضر میں گرم ہے۔

لڑکے لڑکیوں کے درمیان یہ پیار کا معاملہ اب تو ایسا ہو چکا ہے گویا کوئی عام بات ہو۔ جوان تو جوان اب بچوں کو بھی پیار ہونے لگا ہے۔ ایک انسان کی زندگی میں جس طرح کئی مقاصد ہوتے ہیں کہ پڑھنا ہے، پیسے کمانے ہیں، نوکری حاصل کرنی ہے، شہرت حاصل کرنی ہے... اسی طرح آج کل یہ بھی زندگی کا ایک مقصد ہو چکا ہے کہ پیار کرنا ہے۔

یہ لڑکے لڑکی کے درمیان شادی سے پہلے والا پیار ہی آج کل پیار سمجھا جاتا ہے۔ فلموں، ڈراموں اور مخلوط تعلیم وغیرہ کی وجہ سے یہ دن بہ دن اتنا عام ہوتا جا رہا ہے کہ ہر شخص اسے قبول کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ کہنے والے یہ تک کہتے ہیں کہ پیار کرنا کوئی گناہ نہیں ہے حالانکہ آپ دیکھیں تو اس پیار کی شروعات ہی گناہ سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی لڑکا پیار کرنے کا ذہن لے کر گھر سے نکلتا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ وہ کسی لڑکی کو تلاش کرے گا جو اس کے سپنوں کی رانی کی طرح ہو اور جب تک اسے وہ نہ مل جائے تب تک تلاش کا سلسلہ جاری رہے گا اور اس تلاش کرنے میں نہ جانے کتنی لڑکیوں کو اس نظر سے دیکھے گا جو کہ سراسر ناجائز ہے۔ اسی طرح لڑکیوں میں بھی ہے۔

پیار ہو جانا ایک حادثہ ہے جب کہ پیار کرنا ایک منصوبہ ہے۔ آج کل جو پیار منصوبہ بنا کر کیا جاتا ہے وہ تو ہے ہی فالتو لیکن جو پیار ہو جاتا ہے وہ بھی فضول کی چیز ہے۔ آج کل جو پیار ہوتا ہے اس کے بارے میں بھی چند باتیں قابل غور ہیں

(ا) کسی لڑکے کو پیار اسی لڑکی سے کیوں ہوتا ہے جو خوب صورت ہو، جس کے حسن کو چاند سے تشبیہ دی جا سکے؟

(ب) کسی لڑکے کو جلدی کسی کالی، بدصورت، لنگڑی یا اندھی لڑکی سے پیار کیوں نہیں ہوتا؟

(ت) کسی لڑکی کو کسی داڑھی والے "مولوی ٹائپ" شخص سے پیار کیوں نہیں ہوتا؟

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو آج کل "پیار ہوتا ہے" وہ بھی "پیار کرنا ہے" اور یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کو بارہ مہینوں میں چوبیس مرتبہ پیار ہوتا ہے۔

پیار میں ڈوبے، عشق کے مارے اور محبت سے ہارے ہوئے نوجوانوں کو چاہیے کہ پہلے اس فرق کو سمجھیں اور دیکھیں کہ انھیں پیار ہوا ہے یا سب ڈرامہ ہے۔

عبد مصطفی

پیار کرنے والوں کا نکاح

ویسے تو لڑکوں اور لڑکیوں کو پیار، محبت اور عشق کے نام سے بھی دور رہنا چاہیے لیکن اگر کوئی اس بیماری میں مبتلا ہو جائے تو عشق کا اظہار کرنے، تحفے دینے، باتیں اور ملاقاتیں کرنے کے بجائے نکاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

لم یر للمتحابین مثل التزوج (ابن ماجه)

دو محبت کرنے والوں کا ہمیں نکاح سے بہتر کوئی حل نظر نہیں آتا۔

اب چوں کہ لڑکے اور لڑکیوں کو اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ساتھ پڑھایا جاتا ہے تو اس بلا میں پڑنا لازمی ہے۔ اب تو لوگ اتنے آگے نکل چکے ہیں کہ لڑکیوں کو بے پردہ پڑھنے کے لیے بھیجنا غلط ہی نہیں سمجھتے۔

لڑکوں کو گاڑی اور سمارٹ فون کے ساتھ جیب خرچ (پاکٹ منی) دے کر ماں باپ اپنے آپ کو اچھے سے اچھا سمجھتے ہیں۔ ایسے حالات میں کبھی بھی آپ کو اپنے بیٹے کی "گرل فرینڈ" اور اپنی بیٹی کے "بوائے فرینڈ" کی زیارت کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی شرعی وجہ نہ ہو تو بہتری اسی میں ہے کہ فتنے کو روکنے کے لیے ان کا نکاح کر دیا جائے۔ اگر کسی وجہ سے نکاح نہ ہو سکے تو اولاد کو بھی چاہیے کہ جلد بازی میں کوئی قدم نہ اٹھائیں بلکہ صبر سے کام لیں۔

ماں باپ کو چاہیے کہ تھوڑی دیر کے لیے اپنی پسند کو بچوں پر مسلط کرنے سے پرہیز کریں، اپنی ناک اور اپنی مونچھ کو ایک طرف رکھ کر بچے کے مستقبل کے بارے میں سوچیں اور اس کے حال پر رحم کریں۔
عشق ایک ایسا مرض ہے جس کا علاج صرف محبوب ہے۔ اگر کوئی شرعی وجہ نہ ہو تو نکاح اس کا بہترین حل ہے۔

عبد مصطفی

عشق سے اللہ کی پناہ

میدانِ عرفات میں، سیدنا عبد اللہ بن عباس کے سامنے ایک نوجوان پیش کیا گیا جو اِس قدر کمزور ہو چکا تھا کہ اُس کی ہڈیوں پر ماس بھی باقی نہیں رہا تھا۔

آپ نے پوچھا: اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟

لوگوں نے کہا: عشق نے اس کا یہ حال کر دیا۔

اُس دن سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روزانہ عشق سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

(انظر: الداء والدواء، فصل: ودواء هذا الداء القتال، ص 497، ط دار عالم الفوائد مكة المكرمة)

جو خوش نصیب عشق میں مبتلا نہیں ہوئے، اُنھیں عافیت کی دعا کرنی چاہیے، کیوں کہ

بچتا نہیں ہے کوئی بھی بیمار عشق کا

یارب! نہ ہو کسی کو یہ آزار عشق کا

اور جو مبتلا ہو چکے ہیں، اُنھیں ہمت ہارنے کے بجائے اپنے کرم والے رب کی طرف دیکھنا چاہیے۔

اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں، وہ جو چاہے، جب چاہے، جیسے چاہے عطا کر سکتا ہے۔

مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔ تیرے رب کی عطا پر کوئی پابندی نہیں۔

اُلجھے ہوئے ذہن کو سُکوں دیتا ہے

انسان کو سوچ سے فُزوں دیتا ہے

دیکھا ہو گا کبھی برستا بادل؟؟

وہ دینے پہ آجائے تو یُوں دیتا ہے

علامہ قاری لقمان شاھد

ویلنٹائن ڈے - ایک غیر اسلامی تہوار

غیر اسلامی تہوار اور ایّام منانے سے جب اہل علم اور دین دار لوگ منع کرتے ہیں تو سیکولر اور لبرل لوگوں کا ایک گروہ اخبار میں لکھنا اور ٹی وی پر بولنا شروع کر دیتا ہے کہ فلاں فلاں دن منانے میں کیا ہرج ہے؟ ایسے لوگوں پر حیرت ہوتی ہے کہ انھیں اسلام، قرآن، حدیث، دین اور ایمان کا کچھ پاس ہی نہیں کہ جن

چیزوں کو خداوندِ کریم اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت واضح الفاظ میں ناجائز و حرام قرار دیا اور جس کے متعلّق تفصیلی احکام دیے ہیں انھیں حرام کاموں کی وہ لوگ وکالت وحمایت کرتے ہیں جو کلمہ پڑھتے ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن نہایت دیدہ دلیری سے قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال کر کھلم کُھلّا اسلامی تعلیمات کا مذاق اُڑاتے اور دینی احکام بتانے والوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ ان ہی ناجائز رُسومات وافعال میں سے ایک مروّجہ ویلنٹائن ڈے کا منانا ہے۔ قرآن وحدیث کے ماننے والوں کو ان ہی کے مقدّس فرامین کی روشنی میں کچھ سوچنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ہر ملک یا قوم یا مُعاشَرے یا مذہب کی کچھ بنیادیں ہوتی ہیں جن پر وہ چلتے ہیں۔ مذاہب عالَم کا مطالَعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر مذہب نے اپنی خاص تہذیب اور معاشَرتی اَسالِیْب و آداب بیان کیے ہیں۔ ہمارے دین اسلام کی بنیاد اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت پر ہے اور اس اطاعت میں زندگی کے جملہ شعبوں کے متعلّق رہنمائی ہے۔

اسلامی معاشَرے کے متعلّق ہمارے دین کی جو رہنمائی ہے اس میں ایک بنیادی اُصول شرم وحیا اور پاک دامنی ہے۔ قرآنِ مجید میں سورۂ نور، سورۂ اَحزاب کا مطالَعہ کرلیں، آپ کے سامنے بالکل واضح ہوجائے گا کہ حیاوپاک دامنی کی اسلام میں کیا اَہَمِّیّت ہے اور اسے کس کس انداز میں معاشَرے میں نافذ کرنے کی تاکید ہے۔ اسلام کے مقابَلے میں موجودہ مغربی معاشَرے کی بنیاد شرم وحیا سے دوری اور مادر پدر آزادی پر ہے۔ اسی لیے مغربی معاشرے میں فیشن، جذبات بھڑکانے والے لباس، بدن نہ چھپانے والے ملبوسات، لڑکے لڑکیوں کی دوستیاں، آزادانہ ملاقاتیں، نرم گرم گفتگو، شہوانی انداز، تنہائیوں میں بیٹھنا،

باغوں میں اکٹھے جانا، مخلوط تعلیم، اکٹھے سیر و تفریح پر جانا اور تحائف کے لین دین سمیت بیسیوں دیگر چیزیں شامل ہیں لیکن یہ سب اسلامی نہیں بلکہ غیرِ اسلامی معاشَرے کے انداز اور اس کی خصوصیات ہیں۔

مغربی یا کوئی بھی غیر مسلم معاشَرہ جو بھی کرتا ہے وہ ان کا فعل ہے لیکن میں تو بے حیائی کے دن یعنی ویلنٹائن ڈے منانے والے مسلمانوں اور اس کی تائید و ترغیب دینے والے مسلمان کہلانے والے لوگوں سے مخاطِب ہوں کہ کیا ویلنٹائن ڈے پر دل و دماغ میں گندے خیالات جما کر، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرنے والے اجنبی مرد و عورت کو سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نظر نہیں آتا

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ

ترجمہ: مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت نہ دکھائیں مگر (بدن کا وہ حصہ جو) خود ہی ظاہر ہے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں (سوائے شوہروں اور محرموں کے)۔ (پ18، النور: 31)

اے مسلمان کہلانے والو! کیا تم مسلمان ہو کر اس دن کی تائید کرتے یا مناتے ہو جو تمھارے خدا کی کتاب قرآن کے اس فرمان کے خلاف ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

ترجمہ: اے نبی! اپنی ازواج، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو پس وہ تکلیف نہ دی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ22، الاحزاب:59)

کیا بے حیائی کا دن منانے والے بے عمل اور اس کی ترغیب دینے والے لبرلز کے دلوں پر ان کے خدا کے اس فرمان کا کچھ اثر نہیں کہ فرمایا۔

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

(پ22، الاحزاب:33)

عام ایّام میں اور خصوصاً ویلنٹائن ڈے پر اجنبی مرد و عورت کی ناجائز و حرام دوستانہ ملاقات میں جس نرم انداز سے گفتگو کی جاتی ہے کیا ایسے لوگوں کو خدا کا یہ فرمان کچھ شرم و حیا دلاتا ہے؟ کہ فرمایا

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ

اگر اللہ سے ڈرتی ہو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔

(پ22، الاحزاب:32)

گلی محلّے، یا اسکول کالج یا دفتر وغیرہا میں آپس میں دوستیاں کرنے والی لڑکیاں یا عورتیں کیا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر اپنے سر جھکائیں گی اور اپنے خدا کا حکم مانیں گی کہ مومن عورتوں کے اوصاف اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ بیان فرمائے ہیں۔

مُحۡصَنٰتٍ غَیۡرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخۡدَانٍ ۚ

ترجمہ: مومن پاک دامن عورتیں نکاح کرنے والیاں، نہ بدکاری کرنے والیاں، نہ پوشیدہ دوستی کرنے والیاں۔ (پ5، النسآء:25)

ویلنٹائن ڈے منانے والے تو اُوپر بیان کردہ آیاتِ قرآنی کو ضرور پڑھیں اور خدا سے ڈریں لیکن اس سے زیادہ وہ سیکولر اور لبرلز اپنے گریبان میں جھانکیں کہ کلمہ تو محمدِ عَرَبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑھتے ہیں لیکن اسی پیارے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دین کے خلاف مغربی معاشَرے کی بے حیائی کے کاموں کی مسلمانوں میں ترویج وحمایت میں کالم، مضامین لکھتے اور ٹی وی چینلز پر بیٹھ کر پروگرام کرتے ہیں اور مولویوں کا نام بول کر حقیقت میں اسلام اور اس کی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حتمی فرمان یاد رکھیں کہ شرم وحیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے

(مسلم، ص45، حدیث:152) اور فرمایا جب تمہاری شرم وحیا ختم ہو جائے تو جو چاہے کرو (یعنی بے حیا انسان کو کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی)۔ (بخاری، 2/470، حدیث:3483)

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدّن میں ہنود

یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

محمد دانش شہان قادری عطّاری

اسلام میں عشقِ مجازی کا تصور

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور دینِ فطرت ہے۔

عشق و محبت کی بات کریں تو دو طرح کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ پہلا طبقہ بالکل دینی ہونے کی وجہ سے یہ کہتے اور مانتے نظر آتے ہیں کہ اسلام میں نامحرم سے محبت و عشق حرام ہے اور اسلام سختی سے منع فرماتا ہے۔ اس عشق و محبت سے اور اسلام کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

دوسرا طبقہ بالکل اسلام سے دور طبقہ وہ کہتا ہے کہ نہیں محبت و عشق کے بغیر دنیا میں رکھا ہی کیا ہے اور وہ اس عشق و محبت میں مبتلا ہو کر زنا تک چلے جاتے ہیں۔

اب آئیں دیکھتے ہیں کہ اسلام اس عشق و محبت کے بارے میں کیا کہتا ہے اور آیا اس غیر محرم سے عشق کی کوئی حیثیت بھی ہے اسلام میں یا نہیں، تو کچھ احادیث پیش ہیں اس بارے میں۔

عشق سخت ترین آزمائش ہے

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيار أمتي الذين يعفون إذا أتاهم الله من البلاء شيئا. قالوا: يا رسول الله وأي بلاء هو؟ قال: العشق. الديلمي.

حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جب ان پر آزمائش آتی ہے تو وہ پاکدامنی اختیار کرتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: کون سی آزمائش؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عشق۔ (الدیلمی)

(کنز العمال، جلد دوم، حدیث 3626)

تو معلوم پڑا اس حدیث سے کہ نامحرم کا عشق گناہ نہیں بلکہ گناہ یہ ہے کہ بندہ نامحرم سے عشق کے بعد اسلامی حدود و قیود کو توڑتا ہے اور گناہ کرتا ہے۔ لیکن اگر عاشق اپنے عشق کو دل میں رکھے اور نکاح کی کوشش کرے اور اس عشق میں خود کو پاک دامن رکھے تو میرے رسول پاک ﷺ نے ایسے عاشق کو بہترین کہا ہے۔

پاکدامن عاشق شہید ہے

"من عشق فكتم، وعف فمات فهو شهيد" خط عن ابن عباس

جس نے عشق کیا اور اسے پوشیدہ رکھا اور پاکدامن رہا اسی حالت میں مر گیا تو وہ شہادت کی موت مرا۔ (خطیب عن ابن عباس)

(کنز العمال، جلد دوم، حدیث 1873)

اس حدیث سے معلوم پڑا کہ عاشق اگر اپنے عشق کو چھپائے مطلب اس لڑکی کو نہ پتا چلنے دے کہ وہ اس سے عشق کرتا ہے بلکہ سیدھا نکاح کی کوشش کرے اور اگر نکاح ممکن نہ ہو تو اس عشق کو دل میں دبا دے اور کسی سے ذکر نہ کرے تو اللہ پاک اسے شہادت کا رُتبہ نصیب فرماتا ہے۔ ماشاء اللہ۔

عشق کا واحد حل نکاح ہے

اسلام عشق میں فوراً نکاح کا قائل ہے۔ بغیر معشوق کو اس کے عشق کا پتا چلنے کے۔ اگر عاشق معشوق سے عشق کا اظہار کر دے تو ممکن ہی نہیں کہ وہ گناہ سے بچ سکیں۔ آئیں اس پر حدیث مبارک دیکھتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَكَّافُ بْنُ بِشْرٍ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَكَّافُ هَلْ لَكَ مِنْ زَوْجَةٍ قَالَ لَا قَالَ وَلَا جَارِيَةٍ قَالَ وَلَا جَارِيَةَ قَالَ وَأَنْتَ مُوسِرٌ بِخَيْرٍ قَالَ وَأَنَا مُوسِرٌ بِخَيْرٍ قَالَ أَنْتَ إِذًا مِنْ إِخْوَانِ الشَّيَاطِينِ وَلَوْ كُنْتَ فِي النَّصَارَى كُنْتَ مِنْ رُهْبَانِهِمْ إِنَّ سُنَّتَنَا النِّكَاحُ شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ وَأَرَاذِلُ مَوْتَاكُمْ عُزَّابُكُمْ أَبِالشَّيْطَانِ تَمَرَّسُونَ مَا لِلشَّيْطَانِ مِنْ سِلَاحٍ أَبْلَغُ فِي الصَّالِحِينَ مِنْ النِّسَاءِ إِلَّا الْمُتَزَوِّجُونَ أُولَئِكَ الْمُطَهَّرُونَ الْمُبَرَّءُونَ مِنْ الْخَنَا وَيْحَكَ يَا عَكَّافُ إِنَّهُنَّ صَوَاحِبُ أَيُّوبَ وَدَاوُدَ وَيُوسُفَ وَكُرْسُفَ فَقَالَ لَهُ بِشْرُ بْنُ عَطِيَّةَ وَمَنْ كُرْسُفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَجُلٌ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ بِسَاحِلٍ مِنْ سَوَاحِلِ الْبَحْرِ ثَلَاثَ

مِائَةِ عَامٍ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ ثُمَّ إِنَّهُ كَفَرَ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ فِي سَبَبِ امْرَأَةٍ عَشِقَهَا وَتَرَكَ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اسْتَدْرَكَهُ اللَّهُ بِبَعْضِ مَا كَانَ مِنْهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَيْحَكَ يَا عَكَّافُ تَزَوَّجْ وَإِلَّا فَأَنْتَ مِنَ الْمُذَبْذَبِينَ قَالَ زَوِّجْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ كَرِيمَةَ بِنْتَ كُلْثُومٍ الْحِمْيَرِيِّ

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ عکاف بن بشر تمیمی نام کا ایک آدمی آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: عکاف! تمھاری کوئی بیوی ہے؟

عکاف نے کہا: نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کوئی باندی؟

اس نے کہا: نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تم مالدار بھی ہو؟

عرض کیا: جی الحمدللہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

پھر تو تم شیطان کے بھائی ہو اگر تم عیسائیوں میں ہوتے تو ان کے راہبوں میں شمار ہوتے لیکن ہماری سنت تو نکاح ہے۔ تم میں سے بدترین لوگ کنوارے ہیں اور گھٹیا ترین موت مرنے والے کنوارے ہیں کیا تم

شیطان سے لڑتے ہو؟ شیطان کے پاس نیک آدمیوں کے لیے عورتوں سے زیادہ کارگر ہتھیار کوئی نہیں سوائے اس کے کہ وہ شادی شدہ ہوں یہی لوگ پاکیزہ اور گندگی سے مبرا ہوتے ہیں۔ عکاف یہ عورتیں تو حضرت ایوب، داؤد، یوسف اور کرسف کی ساتھی رہی ہیں۔

بشر بن عطیہ نے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرسف کون تھا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یہ ایک آدمی تھا جو کسی ساحل پر تین سو سال تک اللہ کی عبادت میں مصروف رہا۔ دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو قیام کرتا تھا لیکن پھر ایک عورت کے عشق کے چکر میں پھنس کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کر بیٹھا اور اللہ کی عبادت بھی چھوڑ دی بعد میں اللہ نے اس کی دستگیری فرمائی اور اس کی توبہ قبول فرمالی۔ ارے عکاف! نکاح کرلو ورنہ تم تذبذب کا شکار رہو گے۔

انھوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خود ہی میرا نکاح کر دیجیے۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا

میں نے کریمہ بنت کلثوم حمیری سے تمہارا نکاح کر دیا۔

(مسند احمد، جلد نہم، حدیث 1551)

اس حدیث سے معلوم ہوا

1- نکاح کی قدرت رکھنے کے باوجود جو نکاح نہ کرے وہ شیطان کے راستے پر ہے۔

2-نیک شخص اگر کنوارہ ہے تو اس کی نیکی کو عورت کا عشق کبھی بھی گناہ و کفر تک لے جا سکتا ہے چاہے وہ تین سو سال کا شب بیدار عابد و تین سو سال کا روزہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

3-عورت کا عشق کنواروں کے لیے فتنہ ہے۔

4-عورت کے عشق کے اس فتنے سے بچنے کا واحد حل نکاح ہے۔

خلاصہ

تو یہ ہے اسلام کا عشقِ مجازی کے متعلق تصور کہ جہاں پاک دامن عاشق کو شہادت کا رُتبہ ملتا ہے وہیں اگر عاشق اسی عشق کا اظہار معشوق سے کر دے تو یہ عشق گناہ و کفر تک لے جاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ پاک سب کو اول تو عشق سے بچائے لیکن اگر کوئی عشق کر بیٹھے تو اسے چھپانے اور پاک دامن رہنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ قیامت میں شہادت کا رُتبہ نصیب ہو۔

محمد شیراز قادری (پاکستان)

ویلنٹائن ڈے یا گناہ ڈے؟

آج عوام میں جس طرح سے ویلنٹائن ڈے منایا جاتا ہے اس سے آپ سب ضرور واقف ہوں گے۔ غیر تو غیر ہمارے مسلمان مرد و عورت بھی اس بری بلا کے شکار نظر آ رہے ہیں۔

ہم سب سے پہلے اس دن کی ایجاد کو بیان کرتے ہیں تا کہ مسلمانوں پر واضح ہو کہ اس گناہوں سے بھرپور دن کی حقیقت کیا ہے، چناں چہ

کہا جاتا ہے کہ ایک پادری جس کا نام ویلنٹائن تھا تیسری صدی عیسوی میں رومی بادشاہ کلاڈیس ثانی کے زیرِ حکومت رہتا تھا، کسی نافرمانی کی بنا پر بادشاہ نے پادری کو جیل میں ڈال دیا، پادری اور جیلر کی لڑکی کے مابین عشق ہو گیا حتّٰی کہ لڑکی نے اس عشق میں اپنا مذہب چھوڑ کر پادری کا مذہب نصرانیت قبول کر لیا، اب لڑکی روزانہ ایک سرخ گلاب لے کر پادری سے ملنے آتی تھی، بادشاہ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے پادری کو پھانسی دینے کا حکم صادر کر دیا، جب پادری کو اس بات کا علم ہوا کہ بادشاہ نے اس کی پھانسی کا حکم دے دیا ہے تو اس نے اپنے آخری لمحات اپنی معشوقہ کے ساتھ گزارنے کا ارادہ کیا اور اس کے لیے ایک کارڈ اس نے اپنی معشوقہ کے نام بھیجا جس پر یہ تحریر تھا "مخلص ویلنٹائن کی طرف سے" بالآخر 14 فروری کو اس پادری کو پھانسی دے دی گئی اس کے بعد سے ہر 14 فروری کو یہ محبت کا دن اس پادری کے نام ویلنٹائن ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔

جب کہ اس تہوار کو منانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے بے پردگی و بے حیائی کے ساتھ میل ملاپ، تحفے تحائف کے لین دین سے لے کر فحاشی و عریانی کی ہر قسم کا مظاہرہ کھلے عام یا چوری چھپے جس کا جتنا بس چلتا ہے عام دیکھا سنا جاتا ہے۔

انتہائی دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دن کو کافروں کی طرح بے حیائی کے ساتھ منانے والے بہت سے مسلمان بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کیے ہوئے پاکیزہ احکامات کو پیٹھ پیچھے ڈالتے ہوئے کھلم کھلا گناہوں کا ارتکاب کر کے نہ صرف یہ کہ اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ مسلم معاشرے کی پاکیزگی کو بھی ان بے ہودگیوں سے ناپاک و آلودہ کرتے ہیں۔

اس دن کو منانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ بد نگاہی، بے پردگی، فحاشی عریانی، اجنبی لڑکے لڑکیوں کا میل ملاپ، ہنسی مذاق، اس ناجائز تعلق کو مضبوط رکھنے کے لیے تحائف کا تبادلہ اور آگے زنا! یہ سب وہ باتیں ہیں جو اس روز عصیاں زور وشور سے جاری رہتی ہیں اور ان سب شیطانی کاموں کے ناجائز و حرام ہونے میں کسی مسلمان کو ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم کی آیاتِ بیّنات اور نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات سے ان اُمور کی حرمت و مذمت ثابت ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ذٰلِكَ اَزۡكٰى لَهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ (۳۰) وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ ۔۔۔الایۃ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ (النور:30، 31)

مشکوٰۃ المصابیح میں ہے

وعن الحسن مرسلًا قال: بلغنی أنّ رسول صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال: لعن اللّٰہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان

حسن بصری رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے مرسلاً مروی ہے، کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ عَزَّوَجَلَّ لعنت فرماتا ہے (یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا عذر قصداً دِکھائے)۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ۔۔۔ الخ، الفصل الثالث، ۱ / ۵۷۴، الحدیث: ۳۱۲۵)

سنن ابو داؤد میں ہے

والیدان تزنیان فزناهما البطش والرجلان تزنیان فزناهما المشی والفم یزنی فزناه القبل

(ابو داود، کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غضّ البصر، ۲ / ۳۵۹، الحدیث: ۲۱۵۳)

اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کو) پکڑنا ہے اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے اور منہ (بھی) زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ دینا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صنفان من اهل النار لم أرهما. قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رء وسهنّ كأسنمة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا۔

مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات العاریات۔۔۔ الخ، ص۱۱۷۷، الحدیث:۱۲۵

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہوں گی جنھیں میں نے (اپنے اس عہد مبارک میں) نہیں دیکھا (یعنی آئندہ پیدا ہونے والی ہیں، ان میں) ایک وہ قوم جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے لوگوں کو ماریں گے اور (دوسری قسم) ان عورتوں کی ہے جو پہن کر ننگی ہوں گی دوسروں کو (اپنی طرف) مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی ایک طرف جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے پائی جائے گی۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا

لان یعطن فی رأس احدکم بمخیط من حدید خیر لہ من ان یمسّ امرأۃ لا تحلّ لہ

(معجم کبیر، ابو العلاء یزید بن عبد اللہ۔۔۔ الخ، ۲۰/ ۲۱۱، الحدیث:۴۸۶)

تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا

ایاکم والخلوۃ بالنساء والذی نفسی بیدہ ما خلا رجل بامرأۃ الّا دخل الشیطان بینھما ولان یزحم رجلًا خنزیر متلطخ بطین او حمأۃ ای طین اسود منتن خیر لہ من ان یزحم منکبہ امرأۃ لا تحلّ لہ

عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچو! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرتا مگر ان کے درمیان شیطان داخل ہو جاتا ہے اور مٹی یا سیاہ بدبودار کیچڑ میں لتھڑا ہوا خنزیر کسی شخص سے ٹکرا جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کے کندھے ایسی عورت سے ٹکرائیں جو اس کے لیے حلال نہیں۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، الباب الثانی فی الکبائر الظاہرۃ، کتاب النکاح)

شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَہ اپنی کتاب "الزواجر عن اقتراف الکبائر" میں ارشاد فرماتے ہیں، اس کا ترجمہ ہے: "بعضوں نے اپنے ہاتھ کو کسی عورت کے ہاتھ پر رکھا تو ان دونوں کے ہاتھ چمٹ گئے اور لوگ انھیں جدا کرنے میں ناکام ہو گئے یہاں تک بعض علمائے کرام نے ان کی رہنمائی فرمائی کہ وہ عہد کریں کہ ایسی نافرمانی کا اِرتکاب کبھی نہیں کریں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر صدقِ دل سے توبہ کریں پس انھوں نے ایسا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں چھٹکارا عطا فرمایا۔ اور اساف اور نائلہ کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے زنا کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو چہرہ مَسخ کرکے پتھر بنا دیا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، کتاب النکاح)

اجنبی مرد و عورت کے مابین جو ناجائز محبت کا تعلق قائم ہوتا ہے اور آپس میں جو تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ رشوت کے حکم میں داخل ہے اس لیے ناجائز و حرام ہے۔ ایسے گفٹ لینا اور دینا دونوں ہی ناجائز و حرام ہیں اگر کسی نے یہ تحائف لیے ہیں تو اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ یہ تحائف واپس کرنا بھی لازم ہے۔

چناں چہ بحر الرائق میں ہے

(ناجائز محبت میں گرفتار) آپس میں ایک دوسرے کو جو (تحائف) دیتے ہیں وہ رشوت ہے ان کا واپس کرنا واجب ہے اور وہ ملکیت میں داخل نہیں ہوتے۔

(بحر الرائق، 6/441)

مسلمانوں کو چاہیے کہ کلی طور پر اس دن کا بائیکاٹ کریں۔ اس دن کو اپنے لیے گناہ ڈے نہ بنائیں۔ خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔

محمد ریاض قادری

کیا پیار کرنا گناہ ہے؟

کئی لڑکے اور لڑکیوں کے ذہن میں یہ سوال آتا ہو گا کہ کیا پیار کرنا گناہ ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ جو پیار کا طریقہ اِس زمانے میں رائج ہے وہ گناہ نہیں بلکہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔

ابھی جس پیار کا بازار گرم ہے اُس کی شروعات ہی غلط طریقے سے ہوتی ہے۔

ایک لڑکا، جس نے پہلے سے سوچ رکھا ہوتا ہے مجھے اپنے "سپنوں کی رانی" تلاش کرنی ہے اور ایک لڑکی جسے اپنے "سپنوں کے راج کمار" کی تلاش ہوتی ہے۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ اسے ڈھونڈنے کے لیے نگاہیں دوڑانی ہوں گی اور جب تک وہ نظر آئے گی یا آئے گا تب تک ہم گناہوں کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہوں گے۔

جس سے نکاح کرنا حرام نہیں ہے، اسے دیکھنا جائز نہیں ہے لہذا معلوم ہوا کہ پیار کی گاڑی شروع ہونے سے پہلے ہی گناہوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

یہ تو شروعات تھی، پھر آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔۔۔۔۔

پھر دل کی بات بتائی جاتی ہے یعنی پروپوز کیا جاتا ہے، اُس سے بھی پہلے باتیں کی جاتی ہیں اور ایسے کام کیے جاتے ہیں جس سے سامنے والا / والی خوش (ایمپریس) ہو جائے۔ یہ سب گناہ نہیں تو اور کیا ہیں؟

ہاں اگر کسی کو ایسا پیار ہوا کہ اچانک کسی پر ایک نظر پڑ گئی اور اپنا دل کھو بیٹھا تو اب اسے چاہیے کہ نکاح کی کوشش کرے اور کامیابی نہ ملے تو صبر کرے۔ گناہوں بھرے مراحل (اسٹیپس) یعنی پروپوز کرنا، تحفے دینا، ایمپریس کرنے کے لیے شعبدے (کرتب) دکھانا وغیرہ کے بجائے اللہ تعالی سے خیر طلب کرے اور جائز طریقے سے اپنے پیار کو پانے کی کوشش کرے۔

عبد مصطفی

پسلی اور محبت

علامہ عبد الوھاب شعرانی (م973ھ) لکھتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے ہی کیوں پیدا کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ حکمت ہے کہ (پسلی میں جھکاؤ ہے اور) اس جھکاؤ کی وجہ سے عورت کو اپنے اولاد اور اپنے شوہر کی طرف میلان رہے- مرد کا بیوی کی طرف مائل ہونا حقیقت میں اپنے اوپر ہی مائل ہونا ہے کیوں کہ یہ اس کا جز ہے جب کہ عورت کا شوہر کی طرف میلان اس لیے ہے کہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں جھکاؤ اور میلان ہے۔

شیخ (محی الدین عربی) نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اس جگہ کو جس سے آدم سے حوا نکلیں، شہوت کے ساتھ معمور فرمایا تا کہ وجود میں خلا (خالی جگہ) باقی نہ رہے- پس جب خواہش سے ڈھانپی گئی تو اس نے اس کی طرف میلان کیا اور یہ اپنی طرف ہی مائل ہونا ہے کیوں کہ وہ آپ کا جز اور حوا آپ کی طرف مائل ہوئیں کیوں کہ یہ ان کا وطن ہے جس سے وہ پیدا ہوئیں۔

اگر کوئی کہے کہ جب تو حوا کی (آدم) سے محبت وطن کی محبت ہے جب کہ آدم کی محبت اپنی ذات کی محبت ہے تو جواب یہ ہے کہ ہاں یہ اسی طرح ہے- اسی لیے مرد کی عورت سے محبت ظاہر ہے کہ یہ اس کا عین ہے، رہی عورت تو اسے قوت دی گئی جسے حیا سے تعبیر کیا جاتا ہے پس اس پر اس کی قوت اخفا کی وجہ سے مرد کی محبت ظاہر نہیں ہوتی کیوں کہ وطن اس سے اس طرح متحد نہیں جس طرح اس سے آدم کا اتحاد ہے۔

(الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر، مترجم، ص270)

مذکورہ اقتباس سے یہ باتیں ظاہر ہوئیں

مرد کا عورت کی طرف مائل ہونا حقیقت میں اپنی طرف ہی مائل ہونا ہے کیوں کہ وہ اس کا جز ہے۔

عورت کا بھی مرد کی طرف میلان ہے لیکن چوں کہ یہ مرد کی طرح اس کے جز کی مانند متحد نہیں بلکہ وطن سے محبت ہے اسی لیے عورت کی محبت ظاہر نہیں اور اس کی ایک وجہ حیا بھی ہے۔

عبد مصطفی

عالِم اور عشق

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ بغداد کا ایک بہت بڑا عالم اپنے طلبہ کے ساتھ حج کے سفر پر روانہ ہوا۔ دوران سفر پانی نہ ملنے کی وجہ سے سب نڈھال ہو کر ایک گرجا گھر کے سائے میں آرام کرنے لگے۔ طلبہ سائے تلے سو گئے لیکن استاد صاحب پانی کی تلاش میں نکل پڑے۔

پانی کی تلاش میں گھوم رہے تھے کہ ایک عیسائی لڑکی پر نظر پڑی جو چمکتے ہوئے سورج کی طرح خوب صورت تھی۔ اب پانی کو بھول کر استاد صاحب اسی کی فکر میں لگ گئے پھر اس لڑکی کے گھر پہنچ کر اس کے باپ سے بات کی تو اس نے کہا کہ اگر تم ہمارا دین قبول کر لو تو ہی کچھ ہو سکتا ہے۔

استاد صاحب نے نصرانیت کو قبول کر لیا؛ اِدھر طلبہ ابھی سو رہے تھے۔

پھر جب شادی کے لیے مہر کی بات آئی تو لڑکی نے کہا کہ تم ان خنزیروں کو ایک سال چراؤ تو یہی میرا مہر ہو گا۔ استاد صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے کہ ایک سال تک تم اپنا چہرہ مجھ سے

نہیں چھپاؤ گی۔ لڑکی بولی کہ منظور ہے۔ استاد صاحب نے خطبہ دینے والا عصا اٹھایا اور خنزیروں کو چرانے نکل پڑے!

جب طلبہ جاگے تو یہ سب جاننے کے بعد نیند کے ساتھ ان کے ہوش بھی اڑ گئے۔ پھر وہ استاد صاحب سے ملنے گئے تو دیکھا کہ وہ خنزیروں کو ادھر ادھر جانے سے روک رہے ہیں۔ طلبہ نے استاد صاحب کو قرآن پاک، اسلام اور نبی کریم ﷺ کے فضائل یاد دلائے تو اس نے کہا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ، میں یہ سب تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ آخر کار طلبہ مایوس ہو کر سفر حج پر روانہ ہو گئے۔

حج ادا کرنے کے بعد واپسی پر جب اسی مقام پر پہنچے تو پھر استاد صاحب کی حالت دیکھنے گئے کہ شاید توبہ کر لی ہو لیکن اسے اسی حالت میں پایا۔ طلبہ نے نصیحت کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایک بار پھر وہ حسرت زدہ دل لیے واپس ہو لیے۔

جب طلبہ تھوڑی دور نکل گئے تو انھوں نے دیکھا کہ پیچھے کوئی شخص چیخ چیخ کر انھیں روک رہا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ استاد صاحب تھے۔ استاد صاحب نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؛ یہ آزمائش تھی جس سے میں نکل گیا۔

ایک دن طلبہ استاد صاحب کے گھر پر تھے کہ ایک عورت نے دروازے پر دستک دی۔ پوچھا گیا تو کہنے لگی کہ مجھے شیخ سے ملنا ہے، شیخ سے کہو کہ فلاں راہب کی بیٹی اسلام قبول کرنے آئی ہے۔ پھر وہ اندر داخل ہوئی اور بولی

اے میرے سردار! آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونے آئی ہوں۔ جب آپ چلے گئے تو میں نے ایک خواب دیکھا جس میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت ہوئی۔ انھوں نے فرمایا کہ دین محمدی کے علاوہ کوئی دین سچا نہیں پھر فرمایا کہ اللہ تعالی نے تیرے ذریعے ایک بندے کو آزمایا ہے چناں چہ اب میں آپ کے پاس آگئی ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد شیخ نے ان سے نکاح کر لیا۔

(انظر: بحر الدموع اردو، ص128، ملخصًا)

اس واقعے میں کئی اسباق ہیں لیکن ایک بڑا اسبق یہ ہے کہ جب کسی کو کسی سے عشق ہو جائے تو اسے پانے کے لیے حد سے آگے نہ بڑھے۔ اگر حد کے اندر رہ کر حاصل نہ کر پائے تو پھر صبر کرے اور اپنے رب سے بہتری کی امید رکھے۔

بے شک اللہ تعالی کے لیے یہ ناممکن نہیں کہ کسی کے دل کو پھیر دے۔ اگر آپ اپنی چاہت میں مخلص ہیں تو اللہ کے فضل سے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور دکھائی دے گا۔

عبد مصطفی

اولاد کے جذبات

میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنی بیٹی کو صرف اس لیے زدو کوب کر رہا تھا کہ اس نے یہ کیوں کہا

ابو جی میر افلاں جگہ نکاح کر دو

مجھے بہت ترس آیا۔ میں نے اسے کہا

میرے بھائی! اسے بالکل نہ مارو، جب بیٹا بیٹی بول کر کہ دیں تو ان کا نکاح کر دینا چاہیے۔

ویسے بھی باپ کے لیے بہت ضروری ہے کہ بیٹی کا نکاح کرنے سے پہلے اُس کی رائے لے، اگر اس کا دل کسی اور طرف مائل ہو تو اس کا لحاظ کرے، تاکہ بعد میں فتنہ پیدا نہ ہو۔

عشق بہت بڑی بیماری ہے، اس سے بڑی بیماری کیا ہو سکتی ہے۔

(ملخصًا: المبسوط للسرخسی، کتاب النکاح، ج4، ص192، 193، داراحیاء التراث العربی بیروت)

بعض بچے جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں تو ان میں عشق و محبت والی حِس بیدار ہو جاتی ہے۔

یہ ایک فطرتی ذوق ہے، جس کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہاں والدین کا یہ فرض ضرور ہے کہ اس کا درست راستہ متعین کریں۔

مشہور صوفی اور ولی اللہ، حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمہ اللہ سے کسی نے کہا

آپ کا بیٹا فلانی عورت پر عاشق ہو گیا ہے۔

آپ نے فرمایا

ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے میرے بیٹے کو انسانوں والی طبیعت عطا فرمائی۔

(انظر: الداء والدواء، ص508، ط دار عالم الفوائد مكة المكرمة، س1429ھ)

ایک عربی شاعر کہتا ہے

اذا انت لم تعشق ولم تدر ما الھوی

فقم واعتلف تبنا فانت حمار

جب تم کسی پر عاشق نہیں ہوئے تو تم نے محبت کو سمجھا ہی نہیں، اس لیے اٹھ کر گھاس چرو، تم گدھے ہو۔

(اور محبت بھرے جذبات کو سمجھنا انسانوں کا کام ہے، گدھوں کا نہیں)

اس سلسلے میں کچھ گزارشات ہیں

شروع سے ہی اپنے بچوں کی نگرانی کریں اور انھیں غیر محرم عورتوں/مردوں میں گُھلنے ملنے سے باز رکھیں۔

انھیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سکھائیں تاکہ وہ عشق رسول میں پروان چڑھیں، اور یادِ حضور میں ہی آنسو بہائیں۔

اگر آپ شروع سے بچوں کی نگہداشت نہیں کر سکے اور وہ عشقیہ معاملات میں مبتلا ہو گئے ہیں تو اب فطرت کے خلاف جنگ نہ کریں، بلکہ ان کے نکاح کا بندوبست کریں۔

آپ کا بیٹا/بیٹی جس جگہ نکاح کے لیے مصر ہو اگر وہ لوگ آپ کی سمجھ سے باہر ہیں تو بچوں کو پیار اور دلیل سے سمجھائیں، اگر ان کے معاملات حد سے بڑھے نہ ہوئے تو مان جائیں گے۔

لیکن اگر معاملات حد سے تجاوز کر گئے ہوئے تو آپ مان جایئے گا۔

جس طرح آپ بچپن سے اپنے بچوں کی ہر خوشی کا لحاظ رکھتے آئے ہیں، اسی طرح نکاح کے معاملے میں بھی رکھیں۔

بہت دفعہ ایسے ہوا ہو گا کہ آپ کے بیٹے / بیٹی نے آپ کے خلافِ مزاج کام کیا، لیکن آپ ان کی خوشی کے لیے خاموش رہ گئے، اور انھیں دعائیں دے کر اپنا دل صاف کر لیا۔

اسی طرح نکاح کے معاملے میں بھی ان کی پسند کا لحاظ کریں، اور انھیں دعاے خیر سے نواز کر چپ ہو جائیں، اللہ پاک بہتر کرے گا۔

علامہ قاری لقمان شاھد صاحب

عورت کی محبت

میرے پاس ایک افسردہ (اُداس) شخص تعویذات کے لیے آیا اور کہنے لگا: میں نے پسند کی شادی کی تھی، لیکن میری اہلیہ نے زبردستی طلاق لے لی حالاں کہ اس نے ہمیشہ ساتھ نبھانے کا پکا وعدہ کیا تھا اور قسمیں بھی کھائی تھیں۔

اب میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا، میرا کوئی حل نکالیں۔

میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ کا حل نکالتا ہوں، لیکن اس سے پہلے میری بات سن لیں۔

حضرت عاتِکہ بنت زید کا نکاح حضرت عبد اللہ بن ابو بکر صدیق سے ہوا تھا- آپ ان سے بے حد محبت کرتے تھے، ان کی جدائی بالکل برداشت نہ کرتے - اسی وجہ سے جب بعض جنگوں میں شریک نہ ہوسکے تو سیدنا صدیق اکبر نے کہا: اپنی بیوی کو طلاق دے دو

آپ نے والد کی اطاعت کرتے ہوئے بادل نخواستہ (بے دلی سے) طلاق (رجعی) تو دے دی، لیکن شدت محبت میں اشعار پڑھتے رہتے تھے۔

ایک دن سیدنا صدیق اکبر نے سنا، وہ کہہ رہے تھے

اے عاتکہ ! میں تجھے اس وقت تک نہیں بھولوں گا جب تک مشرق سے روشنی نکلتی رہے گی اور طوق دار قُمری کُو کُو کرتی رہے گی۔

اے عاتکہ ! ہر دن رات میرا دل تجھے یاد کرتا رہے گا، ان جذبات کی وجہ سے جو میرے اندر چُھپے ہیں۔

یہ اشعار سن کر سیدنا صدیق اکبر پر رقت طاری ہو گئی، اور آپ نے فرمایا: (طلاق سے) رجوع کرلو۔

کچھ عرصے بعد جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو حضرت عاتکہ نے ان کا مرثیہ کہا، جس کا ایک شعر یہ تھا

فآلیت لاتنفک عینی حزینة

علیک، ولا ینفک جلدی اغبرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ میری آنکھیں آپ پر ہمیشہ روئیں گی، اور میرا بدن غبار آلود رہے گا۔

پھر سیدنا عمر فاروق نے حضرت عاتکہ کو پیغامِ نکاح بھیجا، جسے آپ نے قبول کر لیا۔

ولیمے پر حضرت علی بھی موجود تھے؛ آپ کہنے لگے

امیر المومنین! اجازت دیں میں عاتکہ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

اجازت ملنے پر آپ نے دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر کہا۔

یاعدیة نفسها این قولک

اے اپنی جان کی دشمن، تیرا یہ قول کہاں گیا

فآلیت لاتنفک عینی حزینة

علیک ولا ینفک جلدی اغبرا

(کہ اے عبداللہ!) میں نے قسم کھائی ہے میری آنکھیں تم پر ہمیشہ روئیں گی، اور میری جلد غبار آلود رہے گی۔

یہ سن کر حضرت عاتکہ رو پڑیں۔

سیدنا عمر کہنے لگے

اے ابوالحسن! آپ کو یہ بات دہرانے کی کیا ضرورت پیش آگئی؟

كل النساء يفعلن هذا

ساری عورتیں اسی طرح کرتی ہیں۔

انظر: اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، باب العین، ج5، ص337، ر7088،

دار المعرفۃ بیروت

میں نے کہا

اس میں ہمارے لیے بہت کچھ سبق ہے

عورت کے بہتے آنسو اور محبت بھرے الفاظ پر بہت زیادہ اعتماد کرنے کے بجائے، عقل و سمجھ سے کام لیتے ہوئے، اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہیے۔

دانا کہتے ہیں

کھانا جب تک ہضم نہ ہو جائے اس کی تعریف نہیں کرنی چاہیے

دوست سے جب تک قرض نہ مانگ لیں اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔

اور عورت کی مرنے سے پہلے تعریف نہیں کرنی چاہیے۔

انظر: المستطرف فی کل فن مستظرف، الباب الثانی فی العقل والذکاء، ص20، ط

دار الکتب العلمیۃ بیروت، س1436ھ

کیوں کہ کھانا، ہضم ہونے سے پہلے پیٹ اور معدہ بھی خراب کر سکتا ہے؛ اس لیے قابلِ تعریف اسی وقت ہو گا جب ہضم ہو جائے گا۔

اور باتوں باتوں میں دوستی کے بلند بانگ دعوے ہر کوئی کر سکتا ہے، لیکن جب قرض مانگا جائے تو معلوم ہوتا ہے وہ کتنا مخلص ہے۔

اور عورت زندگی میں کسی موڑ پر بھی وفا بدل سکتی ہے (جیسے آپ کے ساتھ ہوا)؛ اس لیے مرنے سے پہلے تعریف و توصیف سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آج کل ہمارے نوجوانوں کی ایک تعداد عورتوں کی ڈَسی ہوئی ہے، اللہ پاک ان کے حال پر رحم فرمائے۔

بے انتہا محبت، صرف اور صرف رسول پاک ﷺ سے کریں؛ باقی سب محبتیں جھوٹی ہیں۔

محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا

کملی والے دِیاں سچیاں یاریاں نے

علامہ قاری لقمان شاهد

جو محبت (عشق مجازی) میں جکڑا گیا
حقیقت میں محشر میں پکڑا گیا

محبت و عشق کا معنی و مفہوم

محبت کی تعریف کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں

اِرَادَۃُ مَاتَرَاہُ اَوْتَظِنُّہٗ

یعنی اس چیز کی خواہش کرنا جسے تو اپنے لئے اچھا اور بہتر گمان کرتا ہے

(مفردات امام راغب رحمت اللہ علیہ)

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ محبت دراصل ہمارے دل کی ایک (wish) تعریف میں لفظ خواہش کا نام ہے کیوں کہ جب دل کو کوئی چیز اچھی لگتی ہے تو وہ اس کے حصول کے لیے (condition) کیفیت بیتابی کا اظہار کرتا ہے اور انسان سے بار بار اس کا مطالبہ کرتا ہے اور یہی مطالبہ خواہش کہلاتا ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ دل کے کسی پسندیدہ شے کی جانب مائل ہو جانے کا نام محبت ہے

اور عشق کی تعریف کرتے ہوئے حضرت علامہ ابن منظور رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں

اَلعِشَق فَرَطُ الحُبِ

یعنی محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق ہے۔

(لسان العرب جلد 9)

معلوم ہوا کہ جب دل کسی کی جانب مائل ہونے میں حد سے تجاوز کر جائے تو اس میلان کو عشق کہتے ہیں۔

مذکورہ امور کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب تک دل کسی کی طرف مائل ہونے میں حد سے تجاوز نہ کرے تو اتنا میلان محبت کہلاتا ہے اور جب اس میلان وکشش میں شدت پیدا ہو جائے تو اسے عشق کا نام دیا جاتا ہے۔

(بحوالہ میٹھا زہر، ص6)

ہم یہاں پر محبت کی دو قسم بیان کریں گے

1- محبت (عشق) حقیقی

2- محبت (عشق) مجازی

1- محبت حقیقی جو صرف اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا کے لیے کسی سے کی جائے، جیسا کہ اللہ عزوجل ایمان والوں کے تعلق سے خود ارشاد فرماتا ہے

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ

اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

صراط الجنان میں اس آیات کے تفسیر یہ ہے

اللہ تعالی کے مقبول بندے تمام مخلوقات سے بڑھ کر اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں۔ محبت الہی میں جینا اور محبت الہی میں مرنا ان کی حقیقی زندگی ہوتا ہے۔ اپنی خوشی پر اپنے رب کی رضا کو ترجیح دینا نرم و گداز بستروں کو چھوڑ کر بارگاہ نیاز میں سربسجود ہونا، یاد الہی میں رونا، رضائے الہی کے حصول کے لیے تڑپنا، سردیوں کی طویل راتوں میں قیام اور گرمیوں کے لمبے دنوں میں روزے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا، اسی کی خاطر دشمنی رکھنا، اسی کی خاطر کسی کو کچھ دینا اور اسی کی خاطر کسی سے روک لینا، نعمت پر شکر، مصیبت میں صبر، ہر حال میں خدا پر توکل، اپنے ہر معاملے کو اللہ تعالی کے سپرد کر دینا، احکام الہی پر عمل کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا، دل کو غیر کی محبت سے پاک رکھنا، اللہ تعالی کے محبوبوں سے محبت اور اللہ تعالی

کے دشمنوں سے نفرت کرنا، اللہ تعالی کے پیاروں کا نیاز مند رہنا، اللہ تعالی کے سب سے پیارے رسول و محبوب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو دل وجان سے محبوب رکھنا، اللہ تعالی کے کلام کی تلاوت، اللہ تعالی کے مقرب بندوں کو اپنے دلوں کے قریب رکھنا، ان سے محبت رکھنا، محبت الہی میں اضافے کے لیے ان کی صحبت اختیار کرنا، اللہ تعالی کی تعظیم سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم کرنا، یہ تمام امور اور ان کے علاوہ سینکڑوں کام ایسے ہیں جو محبت الہی کی دلیل بھی ہیں اور اس کے تقاضے بھی ہیں۔

(صراط الجنان سورۃ البقرۃ،165:2)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے محبین کی محبت اور ایسے عمل کی توفیق کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ یا اللہ اپنی محبت کو مجھے، میری جان اور میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب کر دے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کرتے یا ان کے بارے میں کوئی واقعہ سناتے تو فرماتے داؤد علیہ السلام سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

(المستدرک مترجم، ج3، ص434)

محبت الہیہ کی علامت

اور محبت الٰہیہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے محب اور محبوں اور محبوبوں کو دوست رکھے اور اس سے بغض رکھنے والوں اور جن پر وہ ناراض ہے انہیں دشمن سمجھے اس کی نافرمانی کے قریب نہ جائے اور عبادت کو پوری خوش دلی اور شوق سے ادا کرے اور خوش دلی کے ساتھ اس کی راہ میں مال قربان کرے۔

(تفسیر عزیزی مترجم، ص540)

محبت (عشق) مجازی کا مطلب

(عشق) مجازی اس عشق کو کہتے ہیں جو نفس کی خواہشات کی تکمیل کے غرض سے صرف خوبصورت اور بے عیب خواتین و لڑکیوں اور لڑکوں سے کیا جاتا ہے۔

ہمارا معاشرہ

ہمارے معاشرے میں محبت (عشق) مجازی اس حد تک فیشن بن چکا ہے کہ اس کی بے حیائی پر بڑے عزائم و جسارت کے بعد بھی روک تھام بہت مشکل ہے۔

نوجوان طبقہ محبت (عشق) مجازی میں گرفتار حسن کے جال میں فریفتہ ہو کر اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کو فراموش کر محبت (عشق) حقیقی سے دور ہو رہا ہے۔

بھول گئے رب کو سبھی محبت (عشق) مجازی میں کھو کر

محبت (عشق) حقیقی نہ ہو تو مجازی بھی نہیں ملتا رو کر

جو لوگ محبت (عشق) مجازی میں خود گرفتار ہیں یا دوسرے لوگوں کو گرفتار ہونے کی ترغیب دیتے ہیں جو خود محبت (عشق) مجازی میں گرفتار ہے وہ بے حیائی کی دعوت دیتا ہے خود کو اور جس کے عشق میں مبتلا ہے اس کو، دوسرے وہ لوگ جو عشق مجازی کو حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت یوسف علیہ السلام یا لیلی مجنوں کی طرف منسوب کر کے عشق مجازی میں مبتلا رہنے والوں کو بے حیائی کی ترغیب دیتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ

بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

(سورۂ نور:19)

حجۃ الاسلام امام غزالی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں

جو شخص تین چیزوں کا دعوی کرتا ہو مگر تین چیزوں سے پاک نہیں وہ دھوکے میں ہوتا ہے،

وہ ذکر اللہ سے خلاوت حاصل ہونے کا دعویٰ کرتا ہو لیکن پھر بھی دنیا سے محبت رکھتا ہو۔

عبادت میں اخلاص کا دعویٰ رکھے لیکن ساتھ یہ بھی چاہے ک لوگ تعظیم بجالائیں۔

جو خود کو نہیں گراتا مگر اللہ تعالی کی محبت کا دعوٰی کرے۔

جناب رسول اللہ صل اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

جلدی ہی میری امت پر ایسا وقت آنے والا ہے کی وہ پانچ چیزوں سے محبت کرنے لگے اور پانچ کو بھلا دیں گے۔ دنیا دنیا کی جب ہو گی اور آخرت کو بھول جائیں گے۔ مال سے محبت کریں اور محاسبہ یاد نہ رکھیں گے، مخلوق سے محبت کریں گے اور خالق کو بھلا دیں گے۔

معاصی سے محبت کرتے ہوں گے اور توبہ بھول جائیں گے، محلات ان کو پیارے ہوں گے اور قبرستان فراموش کریں گے۔

(مکاشفۃ القلوب ص71,72)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی پیشنگوئی مخلوق سے محبت کریں گے اور خالق کو بھلا دیں گے، محبت (عشق) مجازی کے مریضوں کا یہی حال ہے وہ محبت (عشق) مجازی جو وہ نفس کی خواہشات کی تکمیل کے غرض سے صرف خوبصورت اور بے عیب خواتین ولڑکیوں اور لڑکوں سے کرتے ہیں اور خالق کے فرامین کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔

اللہ عزوجل نے محبت (عشق) مجازی سے روکا ہے۔ محبت (عشق) حقیقی سے نہیں عشق مجازی میں انسان اپنے ایمان کو ہی برباد کر بیٹھتا ہے ملاحظہ فرمائیں اس حکایت سے

ایک مؤذن جس نے 40 سال تک منارے پر چڑھ کر اذان دی ایک دن اذان دینے کے لیے منارے پر چڑھا اور اذان دیتے ہوئے جب حی علی الفلاح پر پہنچا تو اس کی نظر ایک نصرانی (عیسائی) عورت پر پڑی

اس کی عقل اور دل جواب دے گئے اذان چھوڑ کر اس عورت کے پاس جا پہنچا اور اسے نکاح کا پیغام دیا وہ (نصرانی) عورت کہنے لگی میرا مہر تجھ پر بھاری ہو گا۔

اس شخص نے کہا: تیرا مہر کیا ہے؟

عورت بولی دین اسلام کو چھوڑ کر میرے مذہب میں داخل ہو جا

اس مؤذن نے اللہ عزوجل کا انکار کر کے اس عورت کا مذہب اختیار کر لیا۔

پھر نصرانی عورت نے اس سے کہا میرا باپ گھر کے نچلے کمرے میں ہے تم اس سے نکاح کی بات کرو۔

جب وہ نیچے اترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا جس کی وجہ سے وہ کفر کی حالت میں ہی گر کر مر گیا

اپنی شہوت کو بھی پوری نہ کر سکا اور اسے ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں برے خاتم سے پناہ مانگتے ہیں۔

(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق ترجمہ بنام حکایتیں اور نصیحتیں، ص42)

(عشق مجازی عشق مجازی اس کے اسباب نقصانات اور اسکا حل، ص19)

اس واقعے سے محبت (عشق) مجازی میں مبتلا رہنے والے اپنا محاسبہ کریں، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے وہ اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہم کو محبت (عشق) مجازی کی بلا سے محفوظ رکھے اور محبت (عشق) حقیقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ وسلم

شعیب احمد (بہرائچ شریف)

جنتی حور کے بارے میں بھی سوچیے

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالی ایک جوان لڑکے کو کچھ لکھوا رہے تھے کہ ایک حسن و جمال کی ملکہ سامنے سے گزری؛ وہ جوان لڑکا نظریں چرا چرا کر اس لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

حضرت ذوالنون مصری نے دیکھ لیا اور اس لڑکے کی گردن پھیر کر یہ شعر کہا

دع المصوغات من ماء وطین

واشغل هواک بحور خرد عین

پانی اور مٹی سے بنی عورتوں کو چھوڑ اور اپنے عشق اور خواہش کو اس حور کا متوالا بنا جو کنواری ہے اور موٹی "آنکھوں والی ہے۔"

(ذم الھوی لابن جوزی)

پیار پیار کا جاپ جپنے والوں کو کبھی جنتی حوروں کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے جو اس دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں کہ آپ کو دھوکا دے، آپ کو پریشان کرے یا آپ سے آپ کے مال کی وجہ سے محبت کرے۔

اس چار دن کی زندگی میں پیار محبت کے علاوہ اور بھی بہت سے کام ہیں جنھیں کر کے آپ اپنی دائمی دنیا یعنی آخرت کو سنوار سکتے ہیں ورنہ یہ "دو دن والا پیار" آپ کو دائمی مصیبت میں ڈال دے گا۔

عبد مصطفی

گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ایک عبادت گزار شخص کو ایک لڑکی سے عشق ہو گیا۔ ان کے عشق کا پورے شہر میں چرچا ہو گیا۔ ایک دن لڑکی نے کہا کہ اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ لڑکے نے کہا کہ اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ لڑکی نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنا منہ تمھارے منہ پر رکھوں۔ اس نے بھی کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ لڑکی نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنا سینہ تمھارے سینے سے لگاؤں اور اپنا پیٹ تمھارے پیٹ سے لگاؤں۔ اس نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

لڑکی نے کہا کہ پھر تمھیں کس نے روکا ہے؟ اللہ کی قسم یہی تو محبت کا موقع ہے تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۠

(67:43)

اس (قیامت کے) دن گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔

پھر وہ کہنے لگا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ تمھاری اور میری دوستی قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے۔ لڑکی نے کہا کہ ہمارا رب ہماری توبہ قبول کر لے گا لہذا ہم توبہ کر لیں گے۔ اس نے کہا کہ کیوں نہیں لیکن مجھے اس کا اطمینان نہیں ہے کہ مجھے اچانک موت نہ آ جائے۔

پھر وہ اٹھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور پھر دوبارہ کبھی اس لڑکی کے پاس نہ گیا اور اپنی عبادت میں مصروف ہو گیا۔

(ذم الھوی لابن جوزی ملخصًا)

نوجوانو! اگر تمھیں کسی سے پیار ہوا ہے اور تمھارا پیار سچا ہے تو کیا تم یہ پسند کرو گے کہ چند دنوں کی دنیا کے بعد قیامت میں تمھارا محبوب تمھارا دشمن ہو جائے؟ کیا یہ اچھا ہو گا کہ آج تم اسے حاصل کر لو لیکن ہمیشہ کے لیے کھو دو؟ نہیں ہر گز نہیں۔

ایک سچا عاشق تو یہ چاہے گا کہ میں اپنے محبوب کو ہمیشہ کے لیے حاصل کر لوں اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تقوی کو نہ چھوڑا جائے اور گناہوں سے بچا جائے۔ آپ کو جس سے محبت ہوئی ہے اس سے نکاح کر لیجیے، یہی سب سے بہترین حل ہے۔ اس سے آپ کو یہاں بھی فائدہ ہو گا کہ آپ کا محبوب آپ کی نظروں کے سامنے ہو گا اور آپ کا تقوی بھی سلامت رہے گا اور وہاں بھی آپ اپنے محبوب کو محبوب ہی پائیں گے نہ کہ دشمن۔

اگر نکاح نہ ہو پائے تو کوئی ایسا کام نہ کریں جو آپ کے محبوب کو آپ سے ہمیشہ کے لیے دور کر دے۔ اگر آپ نے اپنا دامن گناہوں سے خالی رکھا تو یقین جانیے کہ اللہ تعالی ہر شے پر قادر ہے، وہ آپ کے دامن کو آپ کی مرادوں سے بھر دے گا۔

عبد مصطفی

Our Other Pamphlets